تاریخ بلوچستان اور گل خان نصیر کی عملی وسیاسی زندگی: ایک تجزیہ

لطیفہ کمال*

ڈاکٹر منظور احمد**

Abstract

This paper provides a critical evaluation on the contribution of Mir Gul Khan Naseer to the political development of Balochistan. Besides discussing the early life and education of Gul Khan Naseer the paper describes his role in shaping the ideological orientation and political awareness of the people of Balochistan. The paper analyses that how the scholarly endeavour and political activities of Mr. Naseer affect the social and political thinking and behaviour of the Baloch society. The paper argues that Mr. Naseer played a vital role in raising the political understanding among the masses of Balochistan, which to some extent translated into enhancing the overall economic and social wellbeing of Balochistan. He strived hard to introduce new economic and societal trends in Baloch society helping many parts of Balochistan to come out of the strangles of sheer tribalism, an ancient and outdated social structure. Throughout his life he adopted a simple but symbolic life style, which centered on struggle for the people of Balochistan, scholarship, honesty and consistency. During his entire political life, he endured extreme

* اسسٹنٹ پروفیسر آف سوشل سائنس لسبیلہ یونیورسٹی اوتھل بلوچستان

** ایسوسی ایٹ پروفیسر آف اکنامکس، اکنامکس ڈپارٹمنٹ لسبیلہ یونیورسٹی اوتھل بلوچستان

hardship, yet never compromised on the questions of Balochistan and Baloch rights. While analyzing the early stages of political development of Balochistan, one can easily realize the important and paramount role of Mr. Naseer to its origination, nurture and growth. He was a founding member of the Anjuman e Islamia of Kalat State, the State National Party, the Ustaman Gul, the Pakistan National Party and other political parties in Balochistan. In his 59 years of life, he relentlessly struggled for the social, political and economic betterment of the disadvantaged and underdeveloped people of Balochistan, and tried to convince and made aware the people of Balochistan of their economic, political and social rights within the federation of Pakistan. He fought an endless war against the obsolete, obscure yet entrenched social structure of Balochistan, which is dominated by tribalism and other stereotypes. He inexorably campaigned to awaken people of Balochistan against multiple odds of the tribal system and the hindrance which tribalism puts in place to the social and political development of Balochistan. Besides his political contribution he was a renowned poet, historian and political and social critic.

Keywords: Mir Gul Khan Naseer; Balochistan; Political and Academic Contribution, Political Struggle; Baloch Society; Tribalism

تلخیص

زیر بحث تحقیق میں گل خان نصیر کی عملی اور سیاسی زندگی کا ایک تجزیاتی جائزہ لیا گیا ہے جس میں ان کی زندگی کے ابتدائی ایام تعلیم و تربیت ان کے مزاج ملازمت عملی زندگی کے علاوہ ان کی نظریاتی سوچ اور سیاسی سرگرمیوں کا تفصیلی جائزہ لیا گیا ہے ۔ان کی نظریاتی سوچ اور اس سوچ کو بلوچستان کے لوگوں میں کس طرح منتقل کیا گیا ہے تا کہ وہ ایک خوشحال اور پروقار زندگی گزارنے کے اصولوں کو اپنا کر ایک ترقی پزیر خوشحال زندگی گزار سکیں ۔گل خان نصیر نے بلوچستان کے لوگوں کی معاشرتی معاشی ترقی اور لوگوں میں نئی سوچ پیدا کرنے میں انتھک محنت کی ہے اپنی زندگی کو مثال بنا کر پیش کیا جس میں سادگی محنت با ضابطگی

نمایاں ہے اس تمام عرصے میں انہیں مصائب ومشکلات کا سامنا کرنا پڑا۔بلوچستان میں سیاسی عمل کااگر جائزہ لیا جائے تو اس عمل کے مختلف مراحل میں گل خان نصیر کا نام اور اس کی شخصیت نمایاں نظر آتی ہے گل خان نصیر نے انجمن اسلامیہ ریاست قلات ،اسٹیٹ نیشنل پارٹی ،استمان گل، پاکستان نیشنل پارٹی اور دوسری سیاسی جماعتوں کے بنیاد ڈالنے میں کردار ادا کیا ۔اپنی ۵۹سالہ زندگی میں انسانی خدمت اور ان کی ترقی کیلئے جدوجہد کی تاکہ نادار طبقے کو خوشحال اور برابری نصیب ہو ،ان کو معاشی اور سماجی استحصال سے آزادی ملے۔ بلوچوں کو بحثیت قوم ان کے حقوق سے آشنائی و آگاہی دلانے اور جاگیردارانہ نظام اور قبائلیت کے خلاف رائے عامہ کو ہموار کرنے قوم پرست، وطن دوست جذبات واحساسات کو ابھارنے میں انھوں نے شاعری کو بھی وسیلہ بنایا۔

کلیدی الفاظ : عملی زندگی ،سیاسی نظریات ،سیاسی جدوجہد اور سماجی مساوات

میرگل خان نصیر

عالم انسانیت میں چند ایسی شخصیات ملتے ہیں۔جنہوں نے اپنی زندگی اپنی انسانی معاشرے کی تعمیراور ارتقاً میں گزاری ہے۔انسانی تاریخ میں آج بھی ان شخصیات کو بڑی عزت و احترام سے یاد کیاجاتا ہے جنہوں نے اپنی محنت اورلگن کارناموں اورکارکردگی کی وجہ سے اپنے آپ کو منوایا۔ سر زمین پاکستان اور بالخصوص بلوچ معاشرے میں کئی اسے شخصیات میں جنہیں صدیاں گزرنے کے باوجود آج بھی عزت و احترام کے ساتھ یاد کیا جاتا ہے ان شخصیات میں سے ایک نام اور گل خان نصیر کا ہے جو آج بھی جہاں فنائی میں نہ ہونے کے باوجود لوگوں کے درمیان اور ان کے دلوں میں اپنی بے پناہ خدمات کی وجہ سے زندہ دل کی مانند دھڑکتا ہے ملک شعرا گل خان نصیر بلوچستان کے معروف قبیلہ ذگر مینگل کے طائفہ سے ہے اس طائفے کے لوگ نوشکی (ضلع چاغی) کے طول و عرض میں سکونت پزیر ہیں۔ اس خاندان کے بارے میں مشہور ہے کے یہ خان قلات کے خصوصی گارڈ کی حیثیت رکھتے تھے (بلوچ، ۲۰۱۶) میر گل خان نصیر کا تعلق اسی طائفے کے پائندذی شاخ سے تھا ۔مشہور محقق آغا میر نصیر خان احمد زئی میر گل خان نصیر کا شجرہ نصب اس طرح بیا ن کر تے ہیں کہ ذگر مینگل قبیلے کی

پشت میر قمبر خان سے جا ملی ہے جو وڈھ اور نوشکی کے مینگلوں کے مورث اعلیٰ تھے (خان،۱۹۹۴) میر گل خان نصیر کے والد کا نام میر حبیب خان تھا والدہ رخشانی بلوچ قبیلے کی شاخ سے تعلق رکھتی ہیں (.بزنجو، ۱۹۸۶)۔

میر حبیب اللہ خان کے پانچ بیٹے اور تین بیٹیاں تھیں میر گل خان نصیر ساتویں نمبر پر جبکہ بھائیوں میں چوتھے نمبر پہ تھے یعنی میر سمندر خان ،میر لونگ خان،میر لال بخش خان ،میر گل خان اور کرنل سلطان محمد خان (بلوچ، ۲۰۰۵)۔گل خان نصیر کے آباواجداد کا شمارنوشکی کے وطن دوست اورقوم دوست لوگوں میں ہوتا ہے۔ ۱۹۳۹ میں جب انگریزوں نے میرمحراب خان کوشہید کیا انکے بہادر بیٹے نصیر خان(دوئم) نے میر گل خان کے خاندان سے مدد طلب کیا۔ وہ بیرونی حملہ آور وں سے لڑتے رہے انھیں کافی مشکلات کا سامنا کرنا پڑا،لیکن وہ آخری وقت تک حکمرانوں کے سامنے نہیں جھکے اور نہ ان سے سمجھوتہ کیا.میر گل خان نصیر ۱۴مئی ۱۹۱۴کو نوشکی کے کلی مینگل میں پیدا ہوئے میر گل خان نصیر نے چوتھی جماعت تک تعلیم اپنے گاؤں کے اسکول میں حاصل کی مزید تعلیم کے لئے وہ کوئٹہ بھیجا گیا .جہاں انہوں نے گورنمنٹ سنڈیمن اسکول سے میٹرک پاس کی اور اعلیٰ تعلیم کے حصول کے لئے لاہور چلے گئے اسلامیہ کالج لاہورمیں ایف اے میں داخلہ لیااور فرسٹ ائیر پاس کرنے کے بعد سیکنڈائیر میں تھے جبکہ اچانک ان کی بائیں آنکھ میں تکلیف پیدا ہوگئی۔ تکلیف کی شدت اتنی تھی کہ انھیں تعلیم ادھورا چھوڑنا پڑا واپس کوئٹہ آگئے .یہ۱۹۳۱۔۳۲کا زمانہ تھا (بلاچ، ۲۰۱۶)۔

عملی زندگی کا آغاز

میر گل خان نصیر کی منگنی ان کی پسند سے مکران،کے کچکی خاندان میں میر بو ھیرخان کی بیٹی اور میر شہداد کچکی کی پوتی زبیدہ بی بی سے ہوئی (ملک گوہر،۱۹۸۶)،۔میر گل نصیر کے خاندان اور بو ھیر خان کے خاندانی مراسم اور تعلقات تھے دوران ملازمت جب میر گل خان نصیرمکران گئے تو انہوں نے ان مراسم رشتوں کے مضبوط بندھن میں باندھنا چاہا۔ ۱۹۳۷ اوائل میں گل خان نصیرکی شادی ہوئی (بلوچ، ۲۰۱۶)۔

میر نصیر خان کے ہاں دو بچیاں پیدا ہوئیں گوہر ھک اور گل بانو گوہر کوپیار سے ملک

جان بھی کہتے تھے ،جوبچپن سے پولیو کے مرض کا شکار ہوئی۔جسکی وجہ سے وہ معذورہوگئی معذوری کی وجہ سے اسے زیادہ پیار کرتے تھے۔انکا بہت خیال رکھتے تھے۔گل خان اپنی زندگی میں ایک شفیق باپ اور پیار کرنے والا شوہرثابت ہوے بیٹانہ ہونے کے باوجود دوسری شادی نہیں کی حالانکہ لوگوں نے اورانکی اپنی بیوی نے بھی انھیں دوسری شادی کیلئے آمادہ کرنے کی کوشش کی لیکن وہ راضی نہیں ہوئے کہتے تھے جتنے بلوچ نوجوان میرے اشعار پڑھتے ہیں کہ اپنی وہ سب میری اولاد ہیں(ملک گوہر،۱۹۸۴) ۔

شخصی خاکہ اور مزاج

میر گل خان نصیر کا قد پانچ فٹ آٹھ انچ تھا بال بڑے رکھتے تھے رنگ سانولا تھا ۔ناک کی ہڈی ٹوٹنے کے بعد آواز میں فرق آ گیا تھا پیدل چلنے میں تیز تھے ہلکی سی موچھیں رکھتے تھے ۔اور دھاڑی کاٹتے تھے ۔آنکھیں بڑی بڑی تھیں بائیں آنکھ کمزور تھی۔(مینگل عاکل خان، ۱۹۹۰)۔

میر گل خان نصیر بہت ہی نیک دل انسان تھے۔ ان کے دل میں کسی کے لیے بغض و حسد نہیں تھا۔ وہ نہ کسی کی برائی کرتے تھے اور نہ کسی کی برائی سننے کے قائل تھے۔(ملک گوہر،۱۹۸۴)۔

میر گل خان نصیر محنت کی عظمت پر یقین رکھتے تھے ۔وہ نہایت ہی محنتی انسان تھے، ان کی زندگی کا ایک لمحہ بھی بے مقصد اور بغیر کام کے نہیں گزرا۔(جمالدین جان عبداللہ، ۱۹۹۳)۔

ان کا لہجہ شائستہ، انداز گفتگو مخلصانہ اور مود بانہ تھا ۔وہ بلوچ قوم کی عمدہ اور اعلیٰ نمائندگی پیش کرتا تھا۔ان کے انداز سے اکثر لوگ بلوچستان کے لوگوں کو بے حد مہمان نواز بے حد مخلص اور محبت کرنے والے سمجھتے ہیں۔ (بلوچ،۲۰۱۶) ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ وہ اپنی ذاتی زندگی میں جرت مندانہ اصولوں اور رویوں کے قائل تھے ۔جرت کا یہی ا ظہار ان کی شاعری اور دوسری تخلیقات میں نمایاں طور پر عیاں ہے۔ وہ تمام زندگی میں بہت ہی صاف گو تھے ۔(رند بخش لال،۱۹۹۳)۔

قوت برداشت اور صبر وتحمل ان میں کوٹ کوٹ کے بھرا تھا۔ وہ جھوٹ بولنے اور جھوٹی تسلی کے بالکل خلاف تھے۔ ان کے مطابق جھوٹ انسان کو ذلیل اور شرمندہ کرتا ہے۔(ملک گوہر، ۱۹۹۰,اور بلوچ عبدالصبور ۲۰۱۶) قرض لینے کو میر گل خان نصیر بُرا تصور کرتے تھے (ایضاً) عقائد اور اعتقاد میں وہ لبرل ذہن کے مالک تھے مقامی پیروں اور زیارت پر یقین رکھتے تھے انھیں خصوصاً شئے حسین اور حسن ترکیہ سے کافی عقیدت تھی (بلوچ ۲۰۱۶،۳۴) ایک وقت ایسا آیا جب گل خان کو بال چھوٹے کرنے پڑے تو ملاؤں نے اس عمل کے خلاف فتویٰ جاری کر دیا گل خان کے مطابق

مسلمان اف فقط دیش ٹی
ہر ہلی ڈرستے ہزار بیش ٹی

ترجمہ: مسلمان ہونا فقط داڑھی میں نہیں تھوڑا تو ہزاروں گدھوں میں بھی پہچانا جاتا ہے
(ایضاً) مختصراً ان کی شخصیت انتہائی متوازن اور متعدل تھی۔

میر گل خان نصیر کی مادری زبان بلوچی تھی بلوچی کے ساتھ ساتھ براہوی زبان پر بھی دسترس حاصل تھی بلوچی،براہوی،زبان کے علاوہ وہ اردو ،سندھی،ہندی،فارسی اور انگریزی میں بھی لکھتے تھے (آزاد،بخش رحیم، ۱۹۹۳) ان زبانوں کے علاوہ وہ پشتو زبان پر بھی قیادت رکھتے تھے ۔

میر گل خان نصیر لباس کا انتخاب بہت احتیاط سے کرتے تھے وہ انتہائی خوش پوش لباس تھے وہ کلچر کو کسی کی میراث نہیں سمجھتے تھے اس لئے شلوار قمیض کے علاوہ پتلون بھی شوق سے پہنتے تھے۔کھانے میں مخصوص چیزوں کو پسند کرتے تھے خصوصاً شکار کئے ہوئے پرندوں کو وہ شوق سے کھاتے تھے ان کے علاوہ کلیجی بڑے گوشت کا قیمہ ان کے کھانوں میں شامل تھا اکثر دوپہر کا کھانا چھوڑ دیتے تھے ان کے مطابق جب انسان بھوکا ہو تو اسے تمام کھانے مزے دار لگتے ہیں ۔میر گل خان نصیر اکیلے کھانا کھانے کے عادی نہیں تھے گھر سے باہر احباب اور دوستوں کے ساتھ ملکر کھانا پسند کرتے تھے جبکہ گھر میں اپنے گھر والوں نواسوں کے ساتھ اکھٹا کھانا کھاتے تھے سگریٹ اور چائے کے شوقین تھے۔

ملازمت

۲۰ستمبر ۱۹۳۳ءجب میر احمد یار خان قلات کی حیثیت سے سند نشین ہوئے تھے حکومتی کاروبار چلانے کیلئے اپنے تعلیم یافتہ نو جوانوں کی صلاحیتوں سے فائدہ اٹھانا چاہتے تھے چنانچہ گل خان نصیر بھی ریاست قلات کی انتظامیہ میں مستوفی کے عہدے پر فائز ہوئے (زئی احمد خان نصیر،۱۹۸۶)۔

۵ فروری ۱۹۳۷ء میں بمقام سبی جب قلات اسٹیٹ قلات نیشنل پارٹی کی بنیاد رکھی گئی تو یہ پارٹی دو واضح حصوں میں تقسیم ہوگئی پہلا گروہ تعلیم یافتہ ،ملازم ممبران پر مشتمل تھا۔ جبکہ دوسرا گروہ سنجیدہ افراد اور سیاسی کارکنوں پر مشتمل تھا۔جو کہ اعلانیہ طور پر پارٹی کے نظریات کی پرچار کرتے تھے۔جبکہ ملازم ممبر درپردہ ان کی امداد کرتے تھے۔ ملازمت میں اکثر پارٹی کیلئے کام کرنا قلات اسٹیٹ نیشنل پارٹی کی پالیسیوں کا حصہ تھا۔

انجمن اسلامیہ کی مقبولیت کے بعد اور خان معظم کے اقدام تک نیشنل پارٹی کی قیام و مقبولیت اور خان قلات سے مفامت کا سلسلہ انگریزی سرکار کو ایک آنکھ نہیں بہاتا تھا۔ اسٹیٹ نیشنل پارٹی کی مقبولیت میں ان ملازمین کا بڑ ا کارنامہ تھا ۔اسطرح انگریزوں نے سازشوں کا جال بچھانا شروع کیا۔ ان ملازمین اور خان قلات کے مابین اختلافات پیدا کرنا انگریزی سرکار کااولین ترجیح تھا دوسری طرف آہستہ آہستہ پارٹی کے ورکروں نے طاقت کے اندراور گھمنڈ کا احساس پیدا ہونے لگا۔ جس کی وجہ سے غیر ملازم طبقہ بھی یہی خواہش کرنے لگے کہ انہیں بھی ایسی ملازمت سے نوازا جائے۔ اس رویے نے پارٹی میں ایک بحرانی کیفیت پیدا کی۔ پارٹی کے صدر ملک عبدالرحیم خواجہ خیل کو پارٹی کا کنونشن بلانا پڑا۔(ایضاً) (پانچ چھ جولائی ۱۹۳۹ میں نیشنل پارٹی کا سالانہ کنونشن مستونگ میں منعقد کرنے کا اعلان کیا گیا۔خان قلات اور دیگر قبائلی سرداروں نے انگریزوں کے استاد سے ہر جگہ پر حملہ کروایا ۔جس کے نتیجے میں کافی لوگ زخمی ہوئے۔ دوسرے دن تمام اخبارات کے داخلے پر پابندی عائد کی گئی۔تیسرے دن کوئٹہ میں پارٹی ورکنگ کمیٹی کا انقلابی اجلاس ہوا ۔کس میں فیصلہ کیا گیا کہ ڈیڑھ سو افراد جو خان قلات کے ملازم ہیں فوری طور پر مستعفی ہوکر اس کے جبر

استداد کے خلاف میدان عمل نکل آئیں۔ چنانچہ مختلف ملازمین احتجاجاً مستعفی ہو گئے ۔(یوسفزئی محمد فیض ملک۱۹۹۳)۔ تا ہم میر گل خان نصیراور ملک عبدالرحیم خواخیل کے اصرار کے باوجود پارٹی عہدے داروں میں سے اکثر ممبران اپنی کرسیوں سے چمٹے رہے۔ (نصیر خان گل، ۱۹۹۳،ص، ۲۵) دوران ملازمت گل خان نصیر سکریٹری جوڈیشنل کے عہدے پر بھی کام کر چکے تھے۔ جہاں وہ دوران ملازمت ایک اچھے ایڈمنسٹیٹر اپنے آپ کو منوا چکے تھے۔ مئی ۱۹۴۱تک گل خان نصیر ملازمت پر مامور رہے۔مستعفی ہونے کے بعد انھیں کسی بھی قسم کی گریجویٹی اور پروویڈنٹ فیڈ سے محروم رکھا گیا۔میر گل خان نصیرنے دوران ملازمت اچھی روایات قائم کرتے ہوئے اپنے علم تجربے اور مشاہدے سے اپنے آپ کو عہد ے کا اہل ثابت کر دکھایا۔

نظریاتی سوچ اور سیاسی سرگرمیاں

سیاسی طبیعت اور مختلف تعلیمی سفر اور الگ الگ علاقائی لوگوں سے باہمی تعلق کی وجہ سے ان کی سوچ پختا ہوچکی تھی اس طرح مختلف تحریکات سے اثر قبول کر لیا تھا ان اثرات کی روشنی میں انھوں نے بلوچستان کے حالات کو مدنظر کر کے بلوچستان کی سیاسی معاشی ثقافتی اور تعلیمی پسماندگی کے پہلوں کو اپنے دماغ میں اجاگر کیا سماجی شعور کے احساس نے سیاسی روپ دھار لیا اسی لیئے بلوچستان آتے ہی انھوں نے سیاسی سرگرمیوں سے اپنے آپ کو منسلک رکھا. آپ عبدالعزیز کرد اور یوسف علی مگسی کی عملی جدو جہد سے بے حد متاثر تھے اسی طرح بلوچستان میں انگریزوں کی پالیسی اورمقامی سرداروں کے مظالم تہذیبی ترقی کے لحاظ سے بلوچوں کی حد درجے بد حالی نے نصیر کے شعور کو سماج زندگی اور ادب کے سچے ہونے کا پہلا واضع اور ہمیشہ یاد رہنے والا درس دیا (شیخ محمد نور،۱۹۸۶)۔گل خان نصیرجس وقت لاہور میں زیر تعلیم تھے اس وقت ہندوستان میں سامراج دشمن ،قوم پرست اور ترقی پسند انقلابی تحریکوں کا دور تھا لاہورعلم وادب ،شعور وآئینی تحقیق وتخلیق ثقافتی سیاسی اور سماجی سرگرمیوں کا مرکز تھا۔اس وقت میر گل خان نصیر کے تصورات و خیالات میں سیاسی فلاسفی پروان چڑھ رہی تھی وہ آہستہ آہستہ ایک مضبوط و موثر نظریاتی روپ دھار چکی تھی۔

اس وقت بلوچستان میں انگریزوں کی حکمرانی تھی۔قبائلیت کے بوسیدہ ہتھکنڈے

انگریزوں کیلئے حکمرانی کرنے کی راہ مزید ہموار کر رہے تھے۔سردار مقامی اور شاہی جرگوں میں بیٹھ کر ان کی بھر پور نمائندگی کا حق ادا کر رہے تھے۔بلوچستان میں سیاست کیلئے نظریاتی بنیادیں پروان چڑھ رہی تھیں۔ تو اب یوسف علی خان مگسی اور عبدالعزیز کرد سیاسی شناخت کیلئے میدان میں سرگرم عمل تھے ،اسطرح میر گل خان نصیر بھی اس سیاسی تحریک کا حصہ بن گئے۔

بلوچستان کے اس غیر یقینی سیاسی اور معاشرتی فضاء میں میر گل خان نصیر ملازمت کو خیر آباد کہہ کر ان ساتھیوں کا ساتھ دیا جو تن من دہن سے سیاست کے میدان میں کود پڑے۔اور آزادی سر زمین کا نعرہ بلند کرتے ہوئے سرکار برطانیہ کے سامنے ڈٹ گئے (میر گل خان نصیر، ۱۹۸۴)۔بہر حال ان حالات میں سیاسی جدوجہد ایک مشکل جان لیوا اور صبر آزما عمل تھا۔

وہ آنکھوں میں ایک خوبصورت خواب سجائے ہوئے معاشرتی انصاف ،معاشی ترقی اور قوم کی خوش حالی کو دیکھ رہے تھے وہ ملک میں ایک ایسا انقلاب دیکھتے تھے جس کے نتیجے میں بلوچوں کو معاشی، سماجی استحصال سے آزادی ملے وہ ملک میں بزگر چرواہا اور نادار طبقے کو خوشحالی اور برابر کا حصہ دار بنانا چاہتے تھے (میر غوث بخش بزنجو، ۱۹۸۶) ۔

انہوں نے سیاسی میدان میں سرگرم عمل رہ کر اپنے نظریات اور خیالات کا بھر پور انداز میں پرچار کیا۔ اور ساتھ ساتھ بلوچوں کو بحثیت قوم ان کے حقوق سے آشنائی و آگاہی دلانے اور جاگیرانہ دشمن اور قبائلیت کے خلاف رائے عامہ کو ہموار کرنے اور قوم پرست وطن دوست جذبات و احساسات کو ابھارنے میں انھوں نے شاعری کو بھی وسیلہ بنایا۔عابد حسن منٹو(۱۹۹۳) گل خان نصیر نا صرف بلوچستان کے لوگوں کی سماجی زندگی کو بدلنا چاہتے تھے ۔بلکہ وہ پورے پاکستان کو اس سیاسی اور سماجی قید سے نجات دلانا چاہتے تھے ۔جس مقصد کو بنیاد بنا کر میر گل خان نصیر نے اپنا سیاسی لائحہ عمل طے کیا۔ انھیں اس بات کا اچھی طرح احساس تھا ۔کہ انھیں مشکلات کا سامنا کرنا پڑے گی۔عوامی سیاست کی پا داش میں اس کو کئی بار جیل جانا پڑا۔بلکہ اس کی زندگی کے بہترین ایام جیل کی نظر ہوئے انھیں جلاوطنی کے دن بھی دیکھنے پڑے۔ ۱۹۱۴سے ۱۹۷۳تک ان عرصوں میں ایسا سال نہیں جس میں گل خان نصیر جیل کی

زیارت نہ کی ہو۔مستونگ، قلات، مچھ،وکوئٹہ، کلی کیمپ، کراچی، ساہیوال اور حیدرآباد کے جیل خانوں میں دن گزارنے پڑے۔ یہ مصائب اور مشکلات ان کے خاندان والوں کو بھی جھیلنے پڑے مگر انھوں نے صبر سے کام لیا۔اس کے خلاف کا ظلم اور جبر کا عالم یہ تھا کہ ان کے بھائی میر لونگ خان کو شہید کر دیا گیا۔

جب حکمرانوں اور ان کے آلہ کاروں کو یقین ہو گیا کہ میر گل خان نصیر کو اس جدوجہد سے الگ نہیں کیا جا سکتا۔ تو انھوں نے نئے ہتھکنڈے استعمال کئے میر گل خان نصیر کو انعام و اکرام اور آرام و آسائشوں کی جانب متوجہ کیا۔ عوام میں ان کی مقبولیت سے سرداری نظام کے پرستار اور فرسودہ روایات کے محافظ اس کی مقبولیت سے پریشان ہو گئے لیکن میر گل خان نصیر نے ان آسائشوں اور مراعات کے لئے اپنا نصب العین ترک نہیں کیا۔ میر گل خان نصیر نے آخری وقت تک اپنے سیاسی اصولوں اور نظریات سے روگرادانی نہیں کی وہ چونکہ اپنے عوام اور اپنے وطن سے کمنٹمنٹ رکھتے تھے اس لیئے وہ اس کمنٹمنٹ کو توڑنے کا تصور بھی نہیں کر سکتے تھے، سیاسی سرگرمیوں میں اپنے منفرد نظریے کے ساتھ جدوجہد میں مصروف کار رہے۔ ۱۹۳۱میں جب لاہور سے کوئٹہ واپس آئے تو تعلیمی پسماندگی کو دور کرنے کے لئے انجمن لوکل مسلم ایسوسی ایشن میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ (محمد ہاشم خان غلزئی، ۱۹۸۶)۔

میر گل خان نصیر نے اپنا سیاسی سفر تمام تر پابندی اور اذیتوں کے با وجود برقرار رکھا۔

۱۹۳۶میں انجمن اتحاد بلوچان غیر موثر ہونے کے بنا پر انجمن اسلامیہ ریاست قلات کا قیام عمل میں آیا جس کے فرائض میں طلبہ کے لئے تعلیمی وظائف کا انتظام باہمی امداد سے کاشتکاروں کی مدد اور دیہات سدھار کے کام شامل تھے۔ میر گل خان نصیر اس انجمن کے صدر اور ملک عبدالرحیم خواجہ خیل کو جنرل سکریٹری مقرر کیا گیا۔(میر گل خان نصیر، ۱۹۸۲)۔

انجمن کو جلد عوام میں مقبولیت حاصل ہوئی اس انجمن کی پشت پنائی میر احمد یار خان ،خان قلات کر رہے تھے جنکے دل میں آزادی وطن اوربلوچ قوم کی سربلندی وسرفرازی جذبہ موجزن تھا۔ چند ماہ میں ہزاروں افراد اس انجمن کے ممبر بنے۔(میر گل خان نصیر، ۱۹۷۶)، پولیٹیکل ایجنٹ قلات کو انجمن کی طاقت کا اندازاہ ہو گا وہ اس سیاسی تنظیم اس قدر خائف ہوئے کہ انھو ں نے سرداروں اور سرکاری ملازموں کی ملی بھگت سے خفیہ اور پر اسرار رپورٹنگ

کرتے ہوئے اسے دہشتگرد تنظیم قرار دیا اور اس کی طاقت کو منتشر کرنے کے لئے اس میں موجود ملازم ممبران کو دور دراز علاقوں میں بھیج دیا ۔

انجمن اسلامیہ کی سرگرمیاں سازش کی نظر ہونے کے بعد ۵فروری ۱۹۳۷ ء میں قومی حقوق کی جدوجہد میں عوام کی رہنمائی کیلئے قلات اسٹیٹ نیشنل پارٹی کے نام سے ایک سیاسی جماعت کی تشکیل ہوئی جس کی صدارت عبدالعزیز جبکہ کرد جنرل سیکٹری ملک فیض محمد خان اور نائب صدر کا کردار میر گل خان نصیر ادا کر رہے تھے ۔

اس پارٹی نے باقاعدہ سیا سی بنیادوں پر اپنے قیام کا اعلان کیا۔ قلات اسٹیٹ نیشنل پارٹی کے اراکین انڈین نیشنل کانگریس کی طرح تحریک آزادی سے اتفاق رکھتے تھے وہ بلوچستان کو ایران اور افغانستان کی طرح ہند وستان سے علیحدہ وطن خیال کرتے تھے . قلات حکومت کو بلوچوں کی مرکزی حکومت خیال کرتے تھے اور ان کی ترقی و خوشحالی کے خواہاں تھے۔ دو تین سال کے مختصر عرصے میں پار ٹی ریاست قلات کے طول وعرض میں پھیل گئی ملکی رواج میں بھی اصلاحات اس پارٹی کی وجہ سے ممکن ہوا ۔جیسے مساوی عوضانہ خون اور زر سر اور زرشاہ کی معافی اہم اصلاحات تھے جس کی وجہ سے پارٹی کی مقبو لیت اور زیادہ ہوئی۔ لیکن بلوچستان میں گورنر جنرل کے ایجنٹ اور قلات میں پولیٹیکل ایجنٹ کافی خوفزدہ ہو چکے تھے، چناچہ انھوں نے پارٹی کے خلاف پروپیگنڈہ مہم شروع کی اس طرح پارٹی میں اختلاف پیدا کرنے میں کامیاب ہو گئے۔

جب میر شہباز خان نوشیروانی پارٹی کے صدر منتخب ہوئے تو عبدالعزیز کرد اور میر گل خان نصیر اور انکے باقی ساتھی پارٹی کی سرگرمیوں سے الگ تھلگ رہنے لگے۔جب تک مجلس عاملہ کے اجلاس میں میر شہبازخان نوشیروانی کی رکنیت کوختم کر کے ملک عبدالرحیم خواجہ خیل کو صدر بنا دیا گیا۔

پارٹی نے قومی مفادا ت میں چند مطالبات پیش کئے۔ اورمطالبات کو مقبول کرنے کے لئے ۴۸ گھنٹوں کا وقت دیا گیا مطالبات کی نامنظوری کی صورت میں تمام ملکی ملازم اپنی ملازمتوں سے استعفیٰ دے کر دفتری نظام میں معطل پیدا کر دیں گے ۔ان مطالبات کی روشنی میںقلات اسٹیٹ نیشنل پارٹی پر پابندی عائد کر دی گئی ممبران اپنے عہدوں سے احتجاجاً مستعفی

ہو کر پارٹی کے صفحوں میں شامل ہو گئے (میر گل خان نصیر ،۱۹۷۶)۔

اسطرح قلات اسٹیٹ نیشنل پارٹی نے ایک جلا وطن پارٹی کی حیثیت سے اپنی سر گرمیاں جاری رکھیں ۱۹۴۷ ء کے وسط میں جب پہلی بار انتخابات کا عمل آیا تو پارٹی کے ممبران نے انفرادی حیثیت سے انتخابات میں حصہ لے کر ایوان عام میں ۵۲ نشستوں میں سے ۳۹ نشستیں جیت لیں۔جو کہ قبائلی سرداروں کے لئے حیران کن تھا۔(ایضاً ص ،۳۳۱)۔قلات اسٹیٹ ریاست ہندوستان کے ما تحت نہیں تھی بلکہ ریاست قلات کا تعلق براہ راست حکومت برطانیہ کے ساتھ معاہدوں کے ذریعے تھا۔محمد علی جناح قلات کے قانونی مشیر تھے جو کہ برطانیہ کی معاہدائی خلاف ورزیوں اور ریاست کی پوزیشن کے حوالے سے کیس لڑ رہے تھے (احمد یار خان بلوچ،۱۹۹۶)۔ یہ بات رکارڈ پر رہیں کہ خان اعظم میر احمد یار خان نے قلات ریاست کی آزاد حثیت میں اپنایا پاکستان کے ساتھ الحاق کرنے کا سوال قلات کے دونوں ایوانوں دیوان خاص اور دیوان عام کی متفقہ رائے کو سامنے رکھ کر خان اعظم نے قائد اعظم کو پیغام بھیجا کے قلات ریاست پاکستان کے ساتھ الحاق نہیں کرنے کے لئے تیار نہیں ہے بلکہ ریاست قلات ایک جدا ملک کی حیثیت میں پاکستان کے ساتھ اچھے تعلق استوار کرنے کا خواہش مند ہے لیکن الحاق نہ کرنے کے سوال پر قائد اعظم محمد علی جناح راضی نہ ہوئے اور خان اعظم پر زور ڈالا کہ وہ ریاست قلات کو پاکستان کے ساتھ الحاق کرے۔ چنانچہ ۱۴ اگست پاکستان کی آزادی کے بعدخان اعظم نے مجبوری کی صورت میں پاکستان کے ساتھ غیر مشروط الحاق کا اعلان کیا۔

الحاق کے ساتھ ہی پارٹی ممبران کو فوری طور پر گرفتار کرلیا گیا جن میں میر غوث بخش بزنجو ،مولانا عمر ،مولانا عرض محمد اور میر گل خان نصیر شامل تھے(ایضاً ،ص۵۵۲)۔

پارٹی پر پاکستان کی مرکزی حکومت کی طرف سے پابندی عائد کر کے ممبران کی سرگرمیوں کو محدود کر کیا گیا۔

استمان گل

۱۶جولائی ۱۹۰۴ کو جب شہزادہ عبدالکریم اور محمد حسین عنقا جیل سے رہا ہوئے تو سیاسی

ممبران سے کراچی میں میٹنگ طلب کی۔

میر غوث بخش بزنجو ،میر گل خان نصیر ،میر محمد حسین عنقا، شہزادہ عبدالکریم کے ساتھ ملکر سیاسی حالات کا جائزہ لیا۔ اور بلوچوں کی ایک سیا سی جماعت استمان گل کے قیام کا اعلان کیا(میر گل خان نصیر احمد زئی،۲۰۰۰،ص۹۸)۔

استمان گل بلکل انجمن اتحاد بلوچان اور قلات اسٹیٹ نیشنل پارٹی کی بنیادوں پر تشکیل دی گئی اس میں پاکستان میں نسلی ،لسانی اور جغرافیا ئی بنیادوں پر بلوچوں کیلئے ایک صوبے کا مطالبہ کیا گیا۔اس کے علاوہ بلوچی زبان کو سرکاری اور تحریری زبان قرار دینے کا مطالبہ بھی شامل کیا گیا(میر گل خان نصیر،۱۹۷۶).سابق قلات اسٹیٹ نیشنل پارٹی اور انجمن وطن ایک دوسرے سے تعاون سے اپنے اپنے متعلقہ علاقوں میں سرگرم عمل تھے۔ان کا مقصد لسانی اور جغرافیائی بنیادوں پر پاکستان کے اندر قومیتی صوبوں کا قیام عمل میں لانا تھا۔(ایضاً)

اسی طرح پنجاب میں میاں افتخار الدین نے لاہور میں پاکستان کی تمام قوم پرست صوبائی جماعتوں کے نمائندوں کا اجلاس طلب کیاطویل بحث مباحثے کے بعد پاکستان نیشنل پارٹی کے نام سے ایک پارٹی وجود میں آئی جس میں پنجاب ،سندھ ،سرحد اور بلوچستان کی پارٹیاں شامل تھیں پاکستان نیشنل پارٹی کو مزید موثر بنانے کے لئے ۱۹۵۷ء میں ڈھاکہ سے مولانا بھاشانی کوشمولیت کی دعوت دی۔اسطرح پارٹی کا نام پاکستان نیشنل عوامی نیشنل پارٹی رکھا گیا ۱۹۶۸ء میں پارٹی امور میں قائدین کے ما بین اختلافات پیدا ہوئے۔ جس کی وجہ سے پارٹی دوحصوں میں تقسیم ہوگئی بلوچستان کی سیاسی سرگرمیوں کو ولی خان اور میر گل خان نصیر نے نبھایا(میر گل خان نصیر،۱۹۸۲

اسی طرح ۱۹۷۰ کے انتخابات میں بلوچستان اورسرحد میں نیپ اور جمیعت علمائے اسلام نے اپنی مخلوط حکومتیں بنائیںاسی طرح مرکزی اسمبلی میں پاکستان نیشنل عوامی پارٹی نے چار میں سے تین نشستیں حاصل کیں۔میر گل خان نصیر بھی چاغی سے صوبائی اسمبلی کے رکن منتخب ہو گئے ابتدا میں گل خان نصیر کوتعلیم صحت، بہبود ،بلدیات ،محنت ،اطلاعات و سیاحت کے محکمے دیئے گئے بعد میں ردوبدل کی گئی تعلیم صحت و سماجی بہبود کے محکمے ان کے پاس رہے ۔

۱۵ فروری کو ذوالفقار علی بھٹو نے بلوچستان کے صوبائی اسمبلی کو غیر جمہوری انداز میں

توڑ کر وہاں پر گورنر راج نافذ کر دیا(میر گل خان نصیر،۱۹۸۲۔ نیپ حکومت کے خاتمہ اور نیشنل عوامی پارٹی کو متحد کرنے کے ساتھ نیپ کی پوری لیڈر شپ جیل میں بھیج دی گئی جس میں میر گل خان نصیر شامل تھے لیکن جب جیل سے رہا ہوئے تو میر گل خان نصیر کے پارٹی نیپ لیڈر شپ کے اتھ سیاسی اختلاف پیدا ہوئے جس کی وجہ سے وہ سیاست سے کافی تالاں رہے لیکن اس نے اپنے باقی زندگی میں بلوچ قوم پرستی اور انسا ن دوستی کا دامن نہیں چھوڑا وہ سیاست کے میدان میں ایک عملی شخص ہونے کے ساتھ ایک اچھے ادیب اور مصنف تھے اس بلوچستان کی تاریخ میں جامع اور مستند کتابیں لکھی اور بلوچستان کی قوم پرستی کی سیاست کو اپنے شعاعری میں پروان چڑھایا میر گل خان نصیر رحلت فرما گئے بلوچستان کی سیاست اور ادب میں میر گل خان نصیر کی خدمات کو بلوچ اور اہل بلوچستان بڑی عقیدت مندی سے یاد کرتے ہیں۔

حاصل کلام

میر گل خان نصیر ایک عظیم دانشور تھے جنھوں نے گہرے شعور کے ساتھ قوم کے درد کو سمجھ کر سیاست کی وادی میں قدم رکھا۔ ایک ایسے سیاسی رہنما تھے جنکے سامنے زندگی کا ایک واضح نصب العین تھا۔

میر گل خان نصیر تبدیلی کا خواب لئے ایک ایسے معاشرے کی تشکیل کرنا چاہتے تھے۔ جس میں استحصال اور لوٹ کھسوٹ کی کوئی شکل موجود نہ ہوجہاں پر معاشرتی انصاف، معاشی ترقی ہر کسی کیلئے ہوں ان کا خواب ملکی ترقی اور قومی خوشحالی کا خواب تھا۔

وہ چاہتے تھے کہ بلوچوں کو معاشی و سماجی استحصال سے آزادی ملے۔اور مظلوم طبقہ یعنی بزگر یا شوانگ یا نادار طبقہ بے بسی کی زنجیروں کو توڑ کر ملک کے اقتدار اور خوشحالی میں اپنے آپ کو برابر کا حصہ دار بنائے

وہ بلوچوں کو بحیثیت قوم ان کے حقوق سے آشنائی و آگاہی دلانے اور جاگیر دار دشمن اور قبائلیت کے خلاف رائے عامہ کو ہموار کرنے اور قوم پرست، وطن دوست جذبات و احساسات کو ابھارنے میں انھوں نے شاعری کو وسیلہ بنایا۔

حوالہ جات /حواشی

۱۔ عبدالصبور بلوچ، ورثہ (نصریات) (جلد دوئم)(۲۰۱۶)
۲۔ دختر علی خان، *بلوچستان کے نامور شخصیات* (۱۹۹۴)
۳۔ میر غوث بخش بزنجو، *بلوچ زبان کا بہت عظیم شاعر گل خان نصیر فن اور شخصیت*،(۱۹۸۶)
۴۔ عبدالصبور، *بلوچ ورثہ*، (۱۹۵۴)
۵۔ گوہر ھک بابا، *بلوچ دنیا ملتان*، دسمبر(۱۹۸۶)
۶۔ ایضاً ص
۷۔ میر عاقل خان مینگل چو نزم جئے کہ کس پنجابی پیتان مئی ،جون(۱۹۹۰)
۸۔ عبداللہ جما لدین گل خان نصیر کی شاعری میر خان نصیر شخصیت شاعری اور سیاست(۱۹۹۳)
۹۔ عبدالصبور بلوچ ورثہ نصریات (۲۰۱۶)ص
۱۰۔ لال بخش رند میر گل خان نصیر شاور انقلاب میر گل خان نصیر شخصیت شاعری اور سیاست(۱۹۹۳)
۱۱۔ گوہر ملک یا تانی پالار پیتان مئی جون(۱۹۹۰)ص ۔۶۷
عبدالصبور بلوچ ورثہ (۲۰۱۶)ص۔۲۳
۱۲۔ ایضاً
۱۳۔ ایضاً ص۔۳۴
۱۴۔ رحیم بخش آزاد عوامی انقلابی اور عہد آفرین شاعر میر گل خان نصیر شخصیت شاعر اور سیاست،(۱۹۹۳)
۱۵۔ آغا نصیر خان احمد زئی ملک اشعرا میر گل خان نصیر، نصیر فن اور شخصیت۔(۱۹۸۶)
۱۶۔ میر گل خان نصیر تاریخ بلوچستان(جلد اول دوئم)(۱۹۸۶)
۱۷۔ ایضاً
۱۸۔ ایضاً
۱۹۔ ملک فیض محمد یوسف زئی ،رفیق اور دوست گل کی یادیں باتیں ،،میر گل خان نصیر شخصیت شاعر اور سیاست (۱۹۹۳)
۲۰۔ گل خان نصیر تاریخ بلوچستان (جلد اول دوئم)(۱۹۸۶)
۲۱۔ نور محمد شیخ نصیر کا ادبی اور سماجی شعور میر گل خان نصیر شخصیت شاعری اور سیاست (مرتبین)(۱۹۹۳)
۲۲۔ ڈاکٹر محمد خان ،گل خان نصیر بحیثیت سیاست دان غیر مطبوعہ مقالہ۔
۲۳۔ میر گل خان نصیر میں اور میرا فن بلوچ دنیا ملتان دسمبر(۱۹۸۴)
۲۴۔ میر غوث بخش بزنجو بلوچ زبان کا بہت عظیم شاعر میر گل خان نصیر فن اور شخصیت (مرتبین) (۱۹۸۶)

۲۵۔ عابد حسن منٹو نصیر تاریخ کی کڑیوں کو جوڑنے والا شاعر میر گل خان نصیر شخصیت شاعر اور سیاست (۱۹۹۳) احمد،سعید اقبال، بلوچستان:اٹس اسٹرجک امپورٹنس کراچی پاکستان رویال بک ایجنسی (۱۹۹۲)۔ اینڈرسن،بی۔ اے جنڈ کمیونیٹریز : ریفلیکشن آن دی اوریجن اینڈ اسپیشل آف نیشنلزم لندن: ویرو(۱۹۹۳) ایکسمین، مارٹن ،بیک ٹو فیوچر : دی خان آف قلات اینڈ دی جینسز آف بلوچ نیشنلزم کراچی: آکسفورڈیونیورسٹی پریس(۲۰۰۹) بلوچ،حمید، بلوچستان پیپرز : سلیکٹڈ ڈاکومینٹس آن قلات اسٹیٹ اینڈ اٹس ٹیریٹوریز فروم ۱۹۲۵ٹو ۱۹۴۸سید ہاشمی ریفرینسزلائیبریری کراچی پاکستان(۲۰۰۷)۔ بلوچ، حمید ،مکران : احدقدیم سے احد جدید تک: سٹی بک پوائینٹ کراچی(۲۰۰۹) بلوچ، جسٹس میر خدابخش بیتارانی مری، سرچ لائیٹس آن بلوچس اینڈ بلوچستان ،پاکستان: ایم اے عارف پرنٹرز کراچی ۔(۱۹۷۱)۔ بلوچ، ثناء اللہ، دی بلوچستان کونفلیکٹ : ٹو ورڈز آ لیسٹنگ پیس ان پاکستان سکیو رٹی ریسرچ یونٹ (پی ایس آر یو)بریف نمبر۹۔۱،۷(۲۰۰۷)۔ بلوچ، عنا یت ا للہ ،: سٹیر ورلگ وسبدن گمب (۱۹۸۷) بلوچ ،میر احمد یار خان،انسائیڈ بلوچستان:آ پولیٹیکل آٹوبائیوگرافی آف ہز ہائی نیس بائی لر باگی ،خان اعظم ۸(2nd eds) کراچی پاکستان رویال بک ایجنسی (۱۹۷۵)۔ بلوچ، محمد سردار خان،ہسٹری آف بلوچ ریس اینڈ بلوچستان ،گوشہء ادب کوئیٹہ:پاکستان(۱۹۵۸)۔ بیلیو،ایچ۔ ڈبلیو،فروم دی انڈس ٹو دی ٹائیگرز:آنیریٹیوآف آ جرنی تھرو دی کنٹریز آف بلوچ، افغانستان ،خراسان ،اینڈ ایران، لندن ٹریوبنر۔(۱۸۷۴)۔ بریسیگ ،تاج محمد ،بلوچ نیشنلیزم اٹس،(۲۰۰۴)۔

۱۔ میر گل خان نصیر، *تاریخ بلوچستان*،(اول ودوئم)۱۹۷۶،(طبع سوئم)ص۔۴۶۴
۲۔ ایضاً۳۳۱
۳۔ احمد یار خان بلوچ، *بلوچ قوم کے نام خان بلوچ کا پیغام*، ۱۹۷۲(طبع دوئم)۔ص۵۲
۴۔ میر گل خان نصیر، *تاریخ بلوچستان*،(اول و دوئم)۱۹۷۶،(طبع سوئم)۔ص۴۶۴
۵۔ ایضاً۔ص۵۵۲
۶۔ میر نصیر خان احمد زئی، *تاریخ بلوچ و بلوچستان*،(جلد ہفتم)۲۰۰۰ص۹۸
۷۔ میر گل خان نصیر، *تاریخ بلوچستان*،(اول و دوئم)۱۹۷۶ء(تبع سوئم)۔ص۳۳۸
۸۔ ایضاً
۹۔ میر گل خان نصیر، *بلوچستان قدیم اور جدید تاریخ کی روشنی میں*، ۱۹۸۲ء،ص۳۴۰
۱۰۔ میر گل خان نصیر،*بلوچستان قدیم اور جدید تاریخ کی روشنی میں*،۱۹۸۲ء،ص۳۵۶